السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تنگ کرنے والی بلی کومارنا جائز ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلی کو قتل کرنا سخت جرم ہے حدیث میں ہے اسی ظلم کی پاداش میں ایک عورت کو جہنم میں داخل کر دیا گیا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے ۔

(عذبت امراة فی ہرة سجنتہا حتی ماتت فدخلت فیہا النار لاہی اطعمتہا وسقتہا اذ جسبتہا ولاہی ترکتہا تا کل من خشاش الارض» (المنتھی باب تفقة البہائم»

یعنی ایک عورت کو بلی کے سبب عذاب دیا گیا اس نے اسے قیدی بنائے رکھا یہاں تک کہ وہ مرگئی اس کی وجہ سے آگ میں داخل ہوئی اسے روکے رکھا کھانےپینے کو کچھ نہ دیا اور نہ آزاد کیا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھاسکے ۔"

نیز گھروں میں کثرت سے آمدورفت کی بناء پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خدام سے تشبیہ دی اور رفع حرج کی بناء پر فرمایا :

(انہا لیست بنجس انما ہی من الطوافین» (روایة الربعة وصحه الترمذي وابن خزیمة»

یعنی ''بلی پلید نہیں یہ تو گھر میں چکر لگانے والوں سے ہے ۔'' علامہ صنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

(والحدیث دلیل علی طہارة الہرة وسورہا وان باشرت نجسا وانہ لا تقیید لطہارة فمہا بزمان» (سبل السلام ١/٢٤»

یعنی "اس حدیث میں دلیل ہے کہ بلی اور اس کا جوٹھا پاک ہے ۔ اگرچہ نجاست سے ملوث ہو چکی ہو اور اس کے منہ کی طہارت کےلیے مدت کی کوئی قید نہیں ۔ بلی کی تمام قباحتوں کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اظہار رفق فرمایا ہے آپ کی اقتدا میں ہمیں بھی حیوانوں سے نرمی کرنی چاہیے ماسوائے چندان جانوروں کے جن کے قتل کی حل وحرم میں اجازت عام موجود ہے حدیث میں ہے ۔

(ان اللہ تعالیٰ کتب الاحسان علی کل شئی» (رواہ مسلم»

(پھر قبیلہ دوس کے ایک صحابی جلیل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی سے پیار ومحبت کی بناء پر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے نوازا ۔ اس قدر غالب آیا کہ اصل نام اس میں دب کر رہ گیا ۔ ملاحظہ ہو ۔ (الاصابة وغیرہ

لہذا اپنی جملہ اشیاء کی حفاظت کا خود بندوبست کریں بلی پر ظلم وستم سے احتراز کریں ۔ اور جو ظلم کر چکے ہیں اس کی رب کے حضور معافی کی درخواست کریں ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیۡمًا

ہاں البتہ ایسی خون خوار بلی کو اگر کہیں دور دراز علاقہ میں چھوڑ دیا جائے تو بظاہر اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص878

محدث فتویٰ